رجسٹرڈ ایل نمبر ۔۔

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی اس کارخانہ کی ادویات خریدتے ہیں
اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ
ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں
اس میں اصلی اور پورے اہتمام سے دوا سازی کا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالے جاتے ہیں قیمتیں وہی لی جاتی ہیں کیونکہ
یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے
اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جنکی تعداد ۵۰۰ تک پہنچ گئی ہے
اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں
اور انہوں اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ جن بے اثر اور مفید ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے
فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے :۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی
تار کا پتہ :۔ میڈیسنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library

انتقال پُرملال

۲۹ اگست ۱۹۱۱ء بوقت ۸ بجے صبح سید اکبر علی شاہ صاحب انسپکٹر پولیس اپنے معزز افسر مسٹر کیمبل صاحب بہادر کے ہمراہ شہر بٹالہ کو آرہے تھے کہ سید صاحب کی گھوڑی جھکی اور اپنے سوار کو لے بھاگی۔ اور کوشش سے رُک نہ سکی۔ اور آپ اس سے گرتے ہی دماغ کے پھٹ جانے سے طرفۃ العین میں راہی ملک بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ سید صاحب مرحوم اعلیٰ درجہ کے دیانتدار۔ متقی و پرہیزگار۔ خلق مجسم۔ نکوکار۔ دردمند طبع ملنسار۔ جملہ صفات انسانی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ آپ کی اس ناگہانی موت کا اہل بٹالہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور ہر ایک گلی کوچہ میں آپ کی ہردلعزیزی اور نیکیوں کا ذکر کرکے تمام ہندو و مسلمان رنج و افسوس کرتے تھے۔

قریباً ۴ بجے شام کے آپ کا جنازہ نہایت عزت و شان کے ساتھ اٹھایا گیا جس کے ہمراہ مسٹر کیمبل صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع گورداسپور مع اپنے ماتحت عہدہ داران و ملازمین باوردی (جنہوں نے جنازہ کی حسب قاعدہ سلامی کی) و خان محمد ظفر خان صاحب ای۔ او۔ ایم اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر و مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مقیم بٹالہ و ملک قادر بخش خانصاحب تحصیلدار و خان غلام حسن خان صاحب و لالہ ولبو کی نندن صاحب منصف و وکلاء صاحبان و اہل کاران و معززین و سار ہندو و مسلمان بٹالہ تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں (جو ایک وسیع باغ میں ہوئی) تین ہزار سے زیادہ مسلمان شامل تھے۔ جس کے ادا کرنے کے وقت صاحب بہادر موصوف و معزز ہندو صاحبان مغموم خاطر باغ میں موجود رہے۔ شاہ صاحب مرحوم معزز و مشہور خاندان میانصاحب بٹالہ سے تھے۔ جو عزت و قدر آپ کی تھی۔ اور آپ کی وفات پر کی گئی یہ محض آپ کی ایمانداری و نکوکاری و ہردلعزیزی کا نتیجہ ہے اور آپ کی زندگی اور موت ایک اچھا نمونہ و واسطے نیک سبق ہر ایک انسان کے ہے۔ اور آپ بالکل اس قول کے مصداق ہوئے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو ۔۔۔ ہمہ خنداں بوند و تو گریاں

آنچناں زی کہ وقت مردن تو ۔۔۔ ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

مرحوم کے تین پسر خوردسال نہایت واجب الرحم ہیں۔ اور آپ کے بھائی محمد حسن صاحب سب انسپکٹر ریلوے پولیس بھی اچھی صفات رکھتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو اور آپ کے جملہ پسماندوں کو صبر جمیل عطا فرماوے اور مرحوم کو غریق رحمت کرے۔

مسٹر کیمبل صاحب بہادر کی ہمدردی اور مہربانی اور خاص تکلیف (جو سخت گرمی کے وقت آپ نے برداشت کی) اور رقم ۵۰ کا عطیہ جو اپنی جیب خاص سے مرحوم کے یتیموں کو بطور دستار بندی کے عطا فرمایا اور جن سے اور بھی مدد کی بھی امید ہے۔ خاص کر شکریہ کے قابل ہے اور ایسے نیکدل یورپین افسروں کا وجود با جود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اور خان محمد ظفر خان صاحب مجسٹریٹ بٹالہ میں ایک قابل قدر ہر طرح سے لائق تحسین و آفرین حاکم ہیں۔ ان کا بھی پسماندگان و احباب شاہ صاحب مرحوم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے مرحوم کے جنازہ کا بہ توجہ خاص و حسن انتظام اہتمام فرمایا اور ...

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور برادرم ظہیر

ناظرین الحکم منشی ظہیر الدین صاحب کے نام سے واقف ہیں کیونکہ وہ ایک وقت الحکم کے اسسٹنٹ ایڈیٹر رہ چکے ہیں اور علاوہ بریں تو بیچ کے ظہور میں فتور اور نبی اللہ کا ظہور اور رد چکڑالوی وغیرہ رسالجات کے مشہور مصنف ہیں اس لئے مجھے ان کے انٹروڈیوس کرانے کی چنداں حاجت نہیں وہ چند روز سے دارالامان میں ہیں اور انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے حضور کچھ وقت گزارنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح رض نے مختلف اوقات میں جو کچھ انہیں بطریق نصیحت فرمایا اس کا خلاصہ انہوں نے مجھے سنایا ہے اور میں نے ان کے ایما سے مناسب سمجھا کہ اسے الحکم میں چھاپ دوں۔ تاکہ دوسروں کو فائدہ پہنچے اور بہت سی غلط فہمیاں رفع ہوں۔

بعض موجودہ اختلافات متعلقہ احمدی اور غیر احمدی کے سوال پر جو کچھ مخالف اخباروں میں لکھا جارہا ہے اور المنیر وغیرہ زور دے رہے ہیں کہ اب خلیفۃ المسیح رض اپنی پوزیشن صاف کریں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ اُن کو لکھدو کہ خلیفہ کے پاس اس قدر وقت نہیں کہ وہ پوزیشن صاف کرتا رہے۔ میں کوئی مامور نہیں ہوں۔

نیز فرمایا کہ ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔ جو طرز اخبار وغیرہ میں ہماری جماعت کے لوگ مضامین چھپواتے ہیں۔ وہ سلسلہ کا دشمن ہے نیز یہ کہ کیوں مجھ سے فیصلہ نہیں کرایا جاتا ہر شخص کیوں خود ہی فیصلہ کرنے بیٹھتا ہے جو مجھے خلیفۃ المسیح سمجھتا ہے اس کا یہ حق نہیں۔

اور میں نے اگر کسی تحریر پر اپنی پسندیدگی کا ذکر کیا ہے تو کسی کو کیا معلوم ہے کہ کس امر میں پسند کرتا ہوں۔ جبکہ میری رائے پہلے شائع ہو چکی ہے اور میں ظاہر کر چکا ہوں کہ **اصولی اختلاف** ہے۔ ان میں اگر حضرت صاحب کی کسی تقریر یا تحریر کا صریح اختلاف کروں تو حق پہنچتا ہے کہ اسے نہ مانا جاوے۔ ورنہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ ماننا چاہئے۔ خلیفہ ماننے کے معنے نہیں کہ جو بات اس کی اپنی سمجھ اور عقل میں آجاوے وہ مان لی جاوے اور دوسری سے انکار ہو۔ اس طرح پر تو ایک بیعقل و معمولی انسان کو بھی خلیفہ مانا جا سکتا ہے۔

علاوہ بریں حضرت خلیفۃ المسیح رض نے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ وہ قوم میں نظام وحدت قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ہرگز پسند نہیں کرتے کہ کسی قسم کا تفرقہ ہو۔ ایسے لوگ جو تفرقہ پیدا کرنے والے اسباب کو پیدا کرتے ہیں وہ خواہ کوئی ہو اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایسا ہی وہ ان لوگوں کو کبھی پسند نہیں کرتے جو دوسروں کو یا کسی اپنے کسی بھائی کے متعلق غلط فہمی پھیلاتے اور اُن کی نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کے خلاف اکساتے ہیں اس طریق کو آپ سخت ناپسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ وحدت جو حضرت مسیح موعود نے پیدا کی ہے قائم رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح رض نے بلفظ کھلے الفاظ میں فرمایا کہ میں مبشراً برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں۔ کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق ہے اور وہی **احمد رسول** ہیں۔

غرض آپ کے اندر زور دار خواہش ہے کہ **نظام وحدت** کو قائم رکھا جاوے اور **حقوق اخوت** کی قدر کی جاوے۔ ایسی باتیں جو جماعت میں اختلاف پیدا کرتی ہیں انہیں ہرگز نہ پیدا کیا جاوے اگر اس قسم کی باتیں ہوں۔ تو پھر ہزاروں اختلاف ہو سکتے ہیں۔

مسلمانوں کا ذبیحہ

از قمز زدہ سید سردار شاہ صاحب گیلانی پروفیسر و ٹرنری کالج لاہور

حضور سرور کائنات کی سنت سنت اللہ ہے۔ جو فرائض و سنن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے لئے بموجب حکم الٰہی مقرر فرمائے ہیں۔ ہر ایک زمانہ کی فلسفیانہ حقیقتوں کے عین موافق اور حصول حفظان صحت کے بالکل مطابق ہیں۔ اگر ان میں سے کسی فرض یا سنت کو ہم علوم جدیدہ کے اکتشافات کے خلاف پائیں تو اس میں یقیناً ہماری جہالت کا قصور ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۵

مثالاً میں مسلمانوں کے ذبیحہ کا مختصر ذکر کرکے بتانا چاہتا ہوں کہ ذبح کا یہ طریقہ اصول حکمت سے تطابق کلی اور توافق تام رکھتا ہے اور یونہی بے سوچے سمجھے نہیں وضع کر دیا گیا بلکہ عالم علم لدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بڑی حکمت بالغہ سے تجویز فرمایا ہے۔

علمی حقیقت ہے جس پر تمام حکمائے زمانہ متفق ہیں۔ کہ انسانی غذا کے لئے گوشت کو خون کی آمیزش سے پاک ہونا چاہئے۔ اور یہ بات علمی تجربات سے پایہ تحقیق کو پہنچ گئی ہے کہ جانور کی لاش اسی صورت میں بےخون ہو سکتی ہے۔ جبکہ اُس کے گلے پر تیز دھار کی چھُری پھیری جائے۔ یہاں تک کہ گردن کی شرائین کٹ جائیں اور ان کی راہ سے جسم کا تمام خون دل کی قوت دافعہ کی مدد سے کھنچ کھنچا کر نکل جائے۔ جانور کو بغرض خوراک ہلاک کرنے کا یہی طریقہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ اسلامی طریقہ جدید ترین علمی تحقیقات کے مطابق ہے۔ اس طریقے کے خلاف اگر جانور کو اس طرح ہلاک کیا جائے کہ اس کے گلے سے خون روان نہ ہو تو خون لاش کے اندر رہ جائے گا۔ جو علمی اصطلاح میں مضر صحت اور اسلامی اصطلاح میں حرام ہوگا۔

ذبح کے وقت اگر اتفاق سے جانور کا سر قلم ہو جائے۔ تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ حلال تو ہے لیکن اس کا کھانا مضر صحت ہونے کے باعث کسی حد تک نادرست ہے یہ مسئلہ متفق علیہ ہے اور اس میں ایک ایسی حکمت اور بصیرت مرکوز ہے جس کے ادراک کے لئے آج سے تیرہ سو برس پہلے ایک علم لدنی سے لبریز دماغ درکار تھا اور وہ دماغ حضور سرور کائنات فخر موجودات رحمت عالمیان تمدن زمان علیہ افضل التحیات کا دماغ اقدس تھا جس نے باوجود علوم ظاہری کے مانوس نہ ہونے کے تشریح اجسام حیوانی کی اس دقیق حقیقت کا ادراک کر لیا۔

ماہرین فن تشریح ابدان نے ثابت کیا ہے کہ دماغ و حرام مغز کے سلسلہ نظام عصبی کے علاوہ جو حیوانات کی کھوپری اور ریڑھ کے خول سے شروع ہو کر حیوانات کی جسمانی ساخت میں پھیلتا ہوا اُن کو محرک و مدرک قوت عصبی عطا کرتا ہے۔ اعصاب کا ایک اور نہایت ضروری سلسلہ بھی جسم حیوانی کے اندر موجود ہے۔ جس کا نام "ویزو موٹر نروس سسٹم" (سلسلہ اعصاب متحرکہ منعکسہ) ہے۔ اس سلسلہ اعصاب کی دو سفید ڈوریاں حیوانات کی گردن یا گدی کے دونوں جانب سے شروع ہو کر پیٹھ پر جا ختم ہوتی ہیں اور ان کی ساخت میں جا بجا عصبی غدودی گرہیں پائی جاتی ہیں۔ جو قوت عصبی کا مرکز ہوتی ہیں اس سلسلہ اعصاب کا فعل نہایت اہم ہے جملہ اندرونی آلات انہضام وغیرہ کے غیر اختیاری عضلات کو حرکت میں لانا انہیں مفید اعصاب کا فعل ہے۔ ڈھانچے کے بیرونی عضلات کی حرکت ہمارے اختیار میں ہے

Digitized by Khilafat Library

ہم جب چاہیں اور جس طرح چاہیں انہیں حرکت میں لا سکتے ہیں۔ بازوؤں اور ٹانگوں وغیرہ کی حرکت انہیں بیرونی عضلات کی جنبش اختیاری کا نتیجہ ہے لیکن بدن کے اندرونی عضلات کی حرکت ہمارے حیطہ اختیار سے باہر ہے۔ خواہ ہم سوتے ہوں یا جاگتے۔ قلب برابر متحرک رہیگا۔ نفس کی آمد و شد پھیپھڑوں کے ذریعہ سے برابر جاری رہیگی۔ نبض کا تموج بدستور برقرار رہے گا۔ اور اس میں ہماری قوت ارادی کو کچھ دخل نہ ہوگا انہیں اضطراری حرکات اندرونی میں معدے اور آنت وغیرہ کی حرکات شامل ہیں۔ جن کے ذریعہ سے غذا ہضم ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ ضروری حرکت دل کی حرکت ہے اور جو شرائین دل سے نکلتی ہیں۔ ان سب کی جنبش انقباضی و انبساطی انہیں اعصاب کے توسل سے ظہور پذیر ہوتی ہے

نظام عصبی کے اس طرز عمل کو مدنظر رکھنے اور قوت غور و فکر سے ذرا سا کام لینے سے صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ اگر بذریعہ جھٹکہ جانور کا سر قلم کر دیا جائے تو سلسلہ اعصاب متحرکہ منکسر ہو کر ڈوریوں کے کٹ جانے سے ان کا فعل درہم و برہم ہو جائیگا۔ اور جو تعلق ان کو دماغ سے تھا جو قوت ارادی کا مرکز ہے۔ اس کے قطع ہو جانے کے باعث شرائین اپنا کام انجام نہ دے سکینگی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دل اور اس کے عروق متعلقہ مفلوج و غیر متحرک ہو جائینگے اور بہت سا خون جسم کے اندر رہ جائیگا۔ جس کی وجہ سے لاش بے خون نہ ہو سکیگی۔ بخلاف اس کے جب گلا آلہ جارحہ سے کاٹا جاتا ہے اور سر دھڑ کے ساتھ ہی رہتا ہے تو دل کی حرکت کے کچھ دیر تک جاری اور شرائین کی جنبش کے سلسلہ کے برقرار رہنے سے سارا خون رفتہ رفتہ جسم سے نچڑ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دورانی خون کی ایک بوند بھی باقی نہیں رہتی۔

یہ ہے حکمت بالغہ ذبح کے اس طریقہ میں جس سے تیرہ سو سال قبل کل دنیا بے خبر اور لاعلم تھی لیکن ہمارے ہادی برحق بخوبی آگاہ تھے۔

اب ہم اس حقیقت کی بھی توضیح کئے دیتے ہیں کہ لاش بے خون کیوں ہونی چاہیئے جو شخص علم الابدان اور علم الامراض و علم حفظان صحت کے اصول سے کچھ بھی آشنا ہے وہ جانتا ہے کہ جس طرح جسمانی پرورش اور بقائے حیات کا ذریعہ خون ہے اسی طرح امراض متعدیہ ساریہ کے جراثیم کی پرورش اور جسم کے ان سے متاثر ہو جانے کا ذریعہ بھی خون ہی ہے اور باستثنا چند ان امراض کے جن کا زہر اعصاب کے ذریعہ سے جزو بدن ہو جاتا ہے۔ باقی سب امراض کا زہر جسم میں خون کے ذریعہ پھیلتا اور باعث ہلاکت ہوتا ہے۔

حضور خواجہ دوجہاںؐ اس علمی حقیقت سے واقف تھے نفع رسانی خلائق و خیر خواہی ابنائے جنس کے اس پاک جذبہ سے متاثر ہو کر جو حضور انورؐ کے قلب مبارک میں جناب باری کی طرف سے ودیعت ہو چکا تھا آپ نے قصد فرمایا کہ استعمال خون کی مضرتوں سے جسے اکثر قومیں بشکل خام و پختہ ایک مقوی غذا تصور کرتی تھیں دنیا کو آگاہ کریں اسی لئے وما ینطق عن الھوی کے مصداق اعظم نے قانون نافذ فرمایا کہ دم مسفوح حرام ہے پس باتباع سنت نبوی مسلمانوں نے دم مسفوح کو حرام قرار دیا اور نجس ہونے کے لحاظ سے اسے لحم خنزیر و منخنقہ کے برابر تصور کیا۔

"زمیندار" کے گذشتہ نمبر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ہندو اخبار نویس حلال گوشت کو جھٹکے یعنی سر قلم شدہ جانور کے گوشت کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں۔ مذہباً ان اخبار نویس حضرات کو ہم سے اختلاف ہو تو ہو۔ وہ جھٹکے کو بہتر سمجھیں ہم اسے حرام سمجھتے ہیں لیکن علمی لحاظ سے ہم ثابت کر ہی چکے ہیں۔ کہ جھٹکے کا گوشت بوجہ اس کے کہ اس کے اجزاء دورانی خون کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتے۔ معین صحت و ممد حیات ہونے میں کسی طرح حلال گوشت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (زمیندار)

درخواست دعا

منشی عبد الغنی صاحب نقل نویس جہلم امتحان عرضی نویسی میں شریک ہوتے ہیں۔ احباب دعا کریں۔ کہ کامیاب ہوں۔

مجربات نوردین جلد سوم

چھپکر تیار ہو گئی ہے۔ اور فروخت ہو رہی ہے۔ قیمت فی جلد ۱۰ ار۔ منیجر کارخانہ الحکم قادیان سے طلب کریں

نوٹ:۔ اس کی جلد اول اور دوم بھی فی جلد ۱۰ ار کے حساب سے مل سکتی ہیں۔ منیجر الحکم

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور ابتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایکدفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مستقل مستعمل بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اس کی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو ابتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر میہر لی ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو موٹا تازہ تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی بٹ کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں۔ اور باوجود امتیاز زمانہ کی مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا دوا بھی ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو ہی یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئے ہوں۔ ان کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت منی۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ کیلئے تریاق کی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مُردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ ہو کر مفرور شدہ طاقت بکمال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دوائیں حکیم محمد شریف آنریری ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ بچوں سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر سست یا پژمردہ اور بھوک کم ہو گئی ہو تو اسکاٹ ایملشن دینا چاہیے اس کے ملا کر دینے سے بچہ میں بڑا فرق ہو جائیگا اور وہ خوش مزاج اور بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے چندروز بعد نتیجہ معلوم ہو جائیگا۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون میونیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجیئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجیئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہو گا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو غور کرنے سے زیادہ اچھا معلوم ہو گا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت یعنی صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بد ہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل دوار یعنی دل چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہے اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزاء کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۸ر و ۱۲ر۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۸ر والی شیشی سے دگنی ہیں ۱۲ر والی شیشی ڈون۔ پی او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

Doan's Pills

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس سے بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں جواہرات سے تیار ہوتی ہیں اول نمونہ مفت منگا لیجئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں ہر جگہ طلسمی ہی انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۱ ماشہ عار

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ ۸ر

سفوف دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سید فرزند حسین مالک کارخانہ اکسیر بلب گڑھ ضلع دہلی

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ۔ دوسرے دن صبح کو دست صاف ہو گا پیٹ میں گرانی و مروڑ نہیں ہو گا حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہو گی۔ ۱۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیے قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵ر۔ ایک سے چھ شیشی تک محصول ڈاک ۵ر

درد سر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں زیادہ ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اس کو پانی کر دیتا ہے۔ درد ریاح جسے سس چمک ٹیک رگوں میں لہر سن کنپٹی میں جو کہیں چھپتی ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ درد سر نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اس لئے ہر خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ایک شیشی کی ڈبیہ ۶ر محصول ڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

[illegible]

یہ کتاب ایک بڑی قابلیت سے لکھی گئی ہے
فن قابلہ کے متعلق اس قابلیت سے استعمال
کوئی لفظ فارسی یا انگریزی کا استعمال
نہیں کیا۔ اور تمام مطلب ادا کر دیا۔ ہر ایک
گھر میں اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے
قیمت فی جلد ۸ر
دہلی پرنٹنگ ورکس سے
طلب کرو

ابراہیم سیالکوٹی اور آئینہ نوری

نمبر (۲)

گذشتہ نمبر میں ہم نے مختصراً بتایا ہے کہ یوم الدین کے جو معنے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے کئے ہیں۔ وہ مشاہدہ صحیحہ اور تجربات و حدود شرعی کے ذریعہ سے ہر روز دیکھتے ہیں۔ آج ہم ابراہیم سیالکوٹی کی ان پیش کردہ آیات پر نظر کرتا ہوں۔ جو اُس نے یوم الدین کے معنے مخصوص بہ قیامت کرنے کے لئے تائیدی رنگ میں پیش کی ہیں۔ سیالکوٹی کے اس اشتہار دوسوم سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ اس کی قرآن فہمی کا کیا حال ہے۔

قولہ۔ خاص قرآن (حکیم) ہی سے پوچھتے ہیں کہ وہ خود یوم الدین کسی خاص دن کو کہتا ہے یا عام رکھتا ہے۔ منکرین قیامت کے استبعادی سوال کا ذکر اور اس کا جواب یسئلون ایان یوم الدین یوم ھم علی النار یفتنون ذوقوا فتنتکم ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون (منکرین) پوچھتے ہیں۔ کہ یوم الدین کب ہو گا۔ ان سے کہو جس دن تم آگ پر سینکے جاؤگے اور کہا جائیگا اپنی اس سینک کے مزے چکھو۔ یہ تو وہی ہے جس کے لئے تم جاری مچاتے تھے۔

اقول۔ ابراہیم سیالکوٹی نے آیت کا جو ترجمہ کیا ہے اس میں جو خوبی اور لطافت ہے وہ ناظرین کے غور کے لئے چھوڑی جاتی ہے۔ یہاں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ سورہ ذاریات کی آیت مندرجہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جو وجود قیامت پر دلیل ہو سکتی ہے اسی طرح پر جو ہم نے پچھلے نمبر میں بتایا کہ دنیا میں جزا و سزا کا سلسلہ قیامت کے وجود پر دلیل ہے اور اسی لئے حکیم الامت کے ترجمہ میں یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے اندر وجود قیامت پر دلیل رکھتا ہے۔ سورہ ذاریات مکی سورت ہے اور مکی سورتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اثبات نبوت اور حقیت قرآن کریم اور وجود ملائکہ اور جزا و سزا کے دلائل اپنے اندر رکھتی ہیں۔ یہ آیت جو سیالکوٹی نے پیش کی ہے اس سورۃ کی ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ آیت ہے۔

اس سورۃ کے شروع میں قسموں کے رنگ میں مسئلہ جزا و سزا اور فلسفۂ نبوت۔ وجود ملائکہ۔ نظام روحانی میں ملائکہ کا اثر وغیرہ امور پر دلائل پیش کئے ہیں اور پھر آیت نمبر ۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دلیل یہ پیش کی انما توعدون لصادق یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ وہ ضرور ضرور پورا ہونے والا ہے۔ اور پھر اس سے آگے آیت نمبر ۶ میں وہ وعدہ بتا دیا ہے۔ وان الدین لواقع یعنی جزائے اعمال ضرور ضرور ہو کر رہے گی۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہوں اور تم اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ اب یہ دو جدا جدا فعل ہیں۔ تم اس مخالفت کی سزا اسی دنیا میں پاؤگے اور میں اس کے مقابلہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ ان آیات میں ایک لطیف تناسب اور ترتیب ہے۔ پہلی چار آیتوں کو بطور شاہد بیان کر کے کہا گیا ہے۔ کہ انما توعدون لصادق یعنی اے مکہ والو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وعدے تم سے کئے ہیں۔ وہ پورے ہو کر رہیں گے اس کا ثبوت وہ نظارہ قدرت ہے جو ہر شخص کے سلسلہ طبعی سے تم دیکھتے ہو۔ کہ کس طرح ہوائیں **بخارات مائی** کو اٹھاتی ہیں اور پھر انہیں بکھیرتی ہیں جبکہ وہ ایک ایسے طبقہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ کہ جہاں سے مینہ کی شکل میں نازل ہونے لگتے ہیں۔ ابتداً یہ علم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ سمندروں اور دوسرے پانیوں کے بخارات ہی اوپر جا کر مینہ بن رہے ہیں۔ اسی طرح پر رضا الٰہی کا حال ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاک ارادوں کا اظہار پہلے ملائکہ پر ہوتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کے ماموروں اور رسولوں پر اور پھر وہ ارادے کل دنیا میں پھیل جاتے ہیں۔ یہی حال بدیوں کا ہے۔ پہلے چھوٹا سا گناہ ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ انسان کے تمام اعضاء اور جوارح اس گناہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ میں توحید کو پھیلایا۔ اور عبادۃ الاوثان کی مذمت کی۔ ہر ایک شخص نے اپنی فطرت کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اس کی ہوا کا حصہ لیا۔ سعیدوں نے سعادت کا۔ شقیوں نے شقاوت کا۔ پہلے فاتح ہوئے۔ دوسرے ذلیل۔ اس طبعی نظارہ کو بر رنگ قسم پیش کر کے کہا ان الدین لواقع۔ جزا و سزا کا قانون برحق اور ضروری ہے۔ پھر بتایا کہ جس طرح پر ہوائیں ستاروں کے اثر سے متاثر ہوتی ہیں۔ تمام روحانی امور کے نفاذ میں ملائکہ واسطہ ہیں اور اس پیشگوئی کے لانے اور پورا ہونے میں بھی ملائکہ کا اثر اور دخل ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے شبہ کا ازالہ ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیشگوئیاں نعوذ باللہ اٹکل بازی سے کرتے ہیں اور فرمایا قتل الخراصون۔ یعنی اٹکل باز جو کہ حق اور حقیقت سے دور ہوتے ہیں اور افتراء بامراد نہیں ہو سکتا مگر محمد رسول اللہ تو جو کچھ کہتا ہے۔ یہ ہو کر رہیگا۔ اس پر وہ کفار مکہ سوال کرتے ہیں۔

یسئلون ایان یوم الدین

وہ فیصلہ کا وقت جبکہ جزا و سزا ہو گی یعنے تیرے متبعین اور تو کامیاب بامراد ہو جائیں گے اور تیرے منکرین پر عذاب آ جائیگا وہ کب ہو گا؟ اس سے ان کی مراد قیامت نہیں۔ بلکہ وہ دنیا میں اس کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید دوسرے موقعہ پر اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ویستنبؤنک احق ھو قل ای وربی انہ لحق وانتم بمعجزین یعنے یہ مخالف تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ پیشگوئی جو ان کے ہلاک اور اپنی کامیابی کی تو کرتا ہے حق ہے؟ تو اس کے جواب میں کہہ کہ ہاں ہاں مجھے اپنے رب کی قسم وہ یقیناً واقع ہو گی اور وہ حق ہے اور تم اپنے بل بوتے سے قادر خدا کو مغلوب اور عاجز نہیں کر سکوگے۔ غرض یہ تو منکرین و مشرکین مکہ کو نبوت محمدیہ کی تصدیق کے لئے ایک نشان دیا جاتا ہے اور بتایا کہ وہ دن ایسا ہو گا۔ کہ اے مکہ والو! تم نار الحرب کے ذریعہ آزمائے جاؤگے کیا مطلب کہ تمہاری اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جنگ ہو گی اور اس جنگ کے ذریعہ تمہیں عذاب دیا جائیگا۔ یہی وہ پیشگوئی ہے۔ جس کے لئے تم اسقدر جلد باز ہو اور یہ متقی جماعت کامیاب اور بامراد ہو گی۔ اور شام و نجم کی یہ فاتح ہو گی۔ جہاں ان کو **جنات** اور **عیون** ملیں گے اور پھر بڑی قوت اور شوکت کے ساتھ فرمایا فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون یعنے آسمان اور زمین کے رب کی قسم ہے کہ یہ بالکل حق ہے ایسا ہی ہو گا۔ یہ ایسا بدیہی امر ہے۔ جیسا کہ تم کلام کرتے ہو۔ اور یہ دنیا میں واقع ہوا۔ اور دلیل **نبوت** ٹھیرا۔

اب سیالکوٹی صاحب بتائیں کہ یہ جزا سزا تو دنیا میں واقع ہوا اور اسی آیت سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قیامت کا ثبوت ہوتا ہے نہ یہ کہ یہ آیت مخصوص بہ قیامت ہے دنیا میں اس کا **وقوع** نہیں ہوا۔

اس قرآن دانی پر یہ دعویٰ ہے کہ حکیم الامۃ کا ترجمہ غلط ہے! العجب ثم العجب!! ناظرین خدا کے لئے غور کرو کہ اس طریق پر اس آیت کی تفسیر کرنے سے قرآن مجید کی عظمت و شان معلوم ہوتی ہے۔ جبکہ اس کو ایک دعویٰ کی دلیل ثابت کر دیا جاوے یا محض ایک دعویٰ قرار دیا جاوے۔ جو سیالکوٹی کہتا ہے!!!

پھر دوسری آیت سیالکوٹی نے سورہ انفطار کی آخری آیت پیش کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس آیت سے بھی قیامۃ مخصوص ہے حالانکہ یہ بھی مکی سورۃ ہے اور اس میں بھی دلائل نبوت ہیں اس سورۃ کے آخر میں مسئلہ **جزا و سزا** کا ذکر ہے۔ جزا و سزا الگ چیز ہے اور قیامۃ ایک اور شئے چنانچہ قرآن مجید میں یہ جدا جدا امر ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ قیامت میں بھی جزا و سزا ہو گا اور ہمارا ایمان ہے کہ ہو گا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر جزا و سزا قیامت ہی میں ہو۔ جزا و سزا کے منکر دنیا میں ہمیشہ رہتے ہیں اور کبھی وہ منکر بالفعل ہوتے ہیں اور کبھی بالقول۔ منکرین بالفعل تو کثرت سے ہیں۔ کیونکہ جب انسان جزا و سزا کے مسئلہ پر ایمان لے آوے اور نیکی اور بدی کے جدا جدا نتائج اور تاثیرات کو قبول کرے۔ پھر ناممکن ہے۔ کہ بدی کرے۔ پس جب ایک شخص جان بوجھ کر بدی کرتا ہے۔ تو وہ درحقیقت عملی رنگ میں جزا اعمال کا منکر ہی ہے۔ پس یہاں تو منکرین جزا کو متنبہ کیا گیا ہے عام اس سے کہ وہ جزا و سزا کب ہو۔ چنانچہ فرمایا۔

ان الابرار لفی نعیم۔ ان الفجار لفی جحیم

دو مختلف گروہوں کا ذکر کر دیا اور ان کے اعمال کی جزا بتادی پس یہاں ثبوت جزائے اعمال کا ذکر ہے۔ مخصوص قیامت مراد نہیں۔

ہم نے ابھی کہا ہے کہ قیامت اور چیز ہے اور وہ مخصوص ہے یوم الدین عام ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں چالیس اور پچاس کے مابین یوم القیامۃ کا ذکر ہوا ہے۔ اگر یوم الدین اور یوم القیامۃ ایک ہی ہوتے تو پھر یوم القیامۃ مخصوص ذکر کرنے کی حاجت نہ تھی۔ اس پر اگر مبسوط بحث کی جاوے تو یہ مضمون بہت ہی لمبا ہو جاوے۔ کیونکہ پھر جہاں جہاں یوم القیامۃ آیا ہے اس ہر آیت کی تفسیر لکھنی ہو گی قرآن مجید میں یوم الدین عام ہی آیا ہے یہ جدا امر ہے کہ کسی جگہ یوم الدین کے واقعات اور آثار ایسے ہوں کہ وہ یوم القیامۃ پر بھی حاوی ہوں۔ اگر یوم الدین اور یوم القیامۃ ایک ہی تھے۔ تو خدا تعالیٰ کی مجید کتاب کو ان دو جدا لفظوں کے استعمال کی کیا حاجت تھی۔ کیا یہ ایک لغو فعل ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ ناحق شناس احمق اس لطیف استدلال کو شاید سمجھ بھی نہ سکے۔ جو قرآن مجید کی شان امجد کو ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح پر الساعۃ کا ایک لفظ ہے وہ قیامۃ کے

کے مفہوم کو اپنے اندر رکھتا ہے مگر مخصوص بالقیامت نہیں ہاں قیامت بھی ایک ساعت ضرور ہے۔ پس یہ تین جدا جدا لفظ ہیں۔ ان کی حقیقت پر غور کروگے تو انشاء اللہ لطف آجائیگا اور حکیم الامتہ کے ترجمہ کے سامنے

سر جھکا دوگے

پھر تیسری آئت جو سورۃ **صٰفٰت** کی پیش کی ہے اور اس میں **یوم الدین** کا لفظ آیا ہے۔ اس میں بیشک **یوم الدین** سے مراد وہ جزا و سزا کا وقت ہے جو قیامت میں ہوگا۔ اور ہم اس بات سے کب منکر ہیں ہم تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور حضرت حکیم الامتہ نے اپنے ترجمہ میں کھول کر بتا دیا ہے جیسا کہ پہلے نمبر میں کھول کر لکھا جاچکا ہے۔

اب ناظرین غور کریں کہ **یوم الدین** کے معنے عام ثابت ہوئے یا خاص۔ قرآن مجید سے تو اس کے معنے عام ہی ثابت ہوتے ہیں۔

اگرچہ سیالکوٹی نے اصرار کیا ہے کہ اپنے معنوں کی تصدیق اور تائید کے لئے کسی بزرگ کے قول کو لکھے مگر اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ **اکابران امت** میں ایسے لوگ بہت ہیں جنہوں نے **یوم الدین** کو عام قرار دیا ہے۔ ایک عظیم الشان اہل باطن نے **یوم الحساب** کے معنی اس دنیا میں بھی حساب کا ہونا قرار دیا ہے۔ یہ میں یوم الحساب پر لکھتے وقت انشاء اللہ العزیز بیان کرونگا۔ اور اس بزرگ کی اصل عبارت بھی درج کردی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔ (باقی آئندہ نمبر میں)

ستیارتھ پرکاش پر ایک مختصر ریویو

(رقمزدہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب)

آریہ سماج کا سارا دارومدار ستیارتھ پرکاش پر ہے اور اسی کی وہ کثرت سے اشاعت کرتے ہیں۔ اس میں علاوہ اپنے مذہب کے اصول بیان کرنے کے پنڈت دیانند صاحب نے دوسرے مذاہب پر اعتراض بھی کئے ہیں۔ اور اس طرح اپنے متبعین کے لئے مباحثات کا ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آریہ سماج تمام مذاہب پر اعتراض کرنے میں درجہ اول رکھتی ہے اور غلط و درست عیب چینی میں لگی رہتی ہے۔

ستیارتھ پرکاش میں یوں تو بہت سی باتیں قابل مضحکہ ہیں لیکن اس موقعہ پر ہم چند عجائبات پر ریویو کرنا چاہتے ہیں۔ جن کا حل ہماری سمجھ میں کوئی نہیں آتا۔ امید ہے کہ آریہ سماجی پرچارک اور اخبارات خصوصاً پرکاش و مسافران آگرہ و جالندھر ان عقدوں کو حل کرکے ستیارتھ پرکاش کے مصنف کا دامن بیہودہ تحریروں کے الزام سے پاک کریں گے۔

پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش کے باب ۱۳ میں مسیحیوں کے خلاف لکھتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۲۴۔ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹال دیوے۔ اور ایسا ہی آدمیوں کو سکھلاوے۔ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلاویگا۔ (متی باب ۵ آئت ۱۷ و ۱۸ و ۱۹)

محقق (یعنی پنڈت دیانند)...... یہ تو صرف لالچ اور خوف دکھلایا ہے۔ کہ جو ان حکموں کو نہ مانیگا۔ وہ آسمان میں سب سے چھوٹا شمار کیا جائیگا (صلا ۲۴)

پنڈت صاحب نہ معلوم اس وقت کس حالت میں تھے۔ کیا یہ کہنا کہ فلاں سچی بات کے خلاف کرنے والا دکھ پائیگا اور بازپرس ہوگا۔ لالچ اور خوف ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو کیا پنڈت دیانند جو بار بار لکھتے ہیں۔ کہ اصل ناجی وہی ہے کہ جو وید کی تعلیم پر عمل کرے اور دوسرے سب جونوں میں پڑے رہیں گے تو کیا یہ لالچ و خوف نہیں۔ اگر یہ لالچ و خوف نہیں تو مسیح کا مفصلہ بالا فقرات کہنا بھی لالچ و خوف نہیں اس کا جواب تو یہ ہوسکتا تھا۔ کہ مسیحیت کی تعلیم ناقص یا غلط ثابت کرکے پنڈت صاحب کہتے کہ یہ تعلیم الٰہی نہیں اور اس کا خلاف کرنے سے کچھ خوف نہیں۔ نہ کہ وہ جواب دیتے۔ جو لکھا گیا ہے۔

اعتراض نمبر ۲۶۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا (متی باب ۷ آئت ۲۱) محقق غور کیجئے۔ کہ اگر بڑے بڑے پادری بشپ اور کرسچن لوگ عیسیٰ کا یہ قول سچا سمجھتے ہوں۔ تو عیسیٰ کو خداوند کہکر کبھی کبھی نہ پکاریں۔ اگر اس بات کو نہ مانیں گے۔ تو گناہ سے کبھی نہ بچ سکیں گے (ستیارتھ پرکاش صلا ۶۲۱ و ۶۲۲)

مسیح تو اپنے مریدوں کو یہ کہتا ہے کہ صرف زبانی خداوند کہنے سے کام نہیں چلیگا۔ بلکہ ایمان بھی ہونا چاہئے۔ پنڈت صاحب یہ معنے سمجھے کہ جو خداوند کا لفظ مسیح کی نسبت استعمال کرے وہ گنہگار رہے۔ حالانکہ عبارت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا اور نہ الفاظ پنڈت صاحب کے معانی کی تائید کرتے ہیں۔ جو شخص اردو کی عبارت بھی نہیں سمجھ سکتا۔ اس کو یہ رتبہ کس طرح مل سکتا ہے کہ کل دنیا کی مذہبی کتب پر ریویو کرنے بیٹھے۔ پنڈت صاحب کے اس اعتراض سے آپ کی لیاقت علمی ظاہر ہوتی ہے۔ کاش کہ آریہ پرتی ندھی سبھا اس قسم کے فضول قطعات کو ستیارتھ پرکاش سے نکالدیں۔

اعتراض نمبر ۱۰۵۔ اس واسطے ایسے خدا کے تخت کے آگے ہیں اور اس ہیکل میں رات دن اس کی بندگی کرتے ہیں (مکاشفات یوحنا باب ۷ آئت ۱۵)

محقق۔ کیا یہ اول درجہ کی بت پرستی نہیں ہے اور کرسچن کا خدا انسان کی مانند مجسم اور محدود المکان نہیں ہے۔ کیا وہ رات کو سوتا بھی ہے۔ اگر سوتا ہے تو رات کے وقت بندگی کیسے کرتے ہونگے اور اس کی نیند بھی دور ہوجاتی ہوگی۔ اور اگر رات دن جاگتا رہتا ہوگا۔ تو بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا (ستیارتھ پرکاش صلا ۶۴۸)

اس اعتراض کو دیکھکر بیساختہ پنڈت صاحب کی سخن فہمی کی داد دینی پڑتی ہے۔ کیا معقولیت کے ساتھ دو قضیئے بنائے ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ کیا مسیحیوں کا خدا سوتا ہے اگر سوتا ہے تو وہ لوگ رات دن اس کی بندگی کیوں کرتے ہیں اور اگر نہیں سوتا۔ تو پھر پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ پنڈت صاحب کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ آریوں کے خدا کا کیا حال ہے۔ چونکہ دنیا گول ہے۔ اس لئے ہر وقت اس کی عبادت ہوتی ہوگی۔ پھر اگر وہ سوتا ہے تو عبادت کیونکر ہوتی ہے۔ اور اگر جاگتا ہے تو خود بقول پنڈت صاحب کے وہ بہت پژمردہ اور بیمار رہتا ہوگا۔ واقعی پنڈت صاحب کی معرفت یہ بات نئی معلوم ہوتی ہے کہ نہ سونا خدا کے لئے بھی مضر ہے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

پھر اسلام پر اعتراض کرنے کی سوجھی ہے اور قرآن شریف کا کوئی ترجمہ لیکر ایک آئت کا ترجمہ پہلے نقل کرتے ہیں۔ پھر اس پر اعتراض جماتے ہیں۔ اعتراض تو سب غلط و بے بنیاد ہیں۔ لیکن بعض بعض تو نہایت قابل مضحکہ ہیں چنانچہ چند ایک ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر ۳۶۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ داخل ہو بیچ اسلام کے (سورہ بقرہ آئت ۲۰۴)

محقق۔ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے تو وہ مسلمانوں ہی کا طرفدار ہے۔ سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن خدا کا بنایا ہوا نہ اس میں کہا ہوا خدا ہوسکتا ہے۔ صلا ۶۵۵

اول تو پنڈت صاحب نے آئت کا ترجمہ ہی غلط کیا ہے۔ آئت تو یہ ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تمام کے تمام کامل فرمانبرداری اور سلامت روی کے طریقوں کو اختیار کرلو۔ ورنہ جبکہ وہ پہلے ہی مسلمان تھے۔ تو اس کے کیا معنی ہوئے کہ اسلام میں داخل ہوجاؤ۔ یہ ظاہری ایمان کے بعد حقیقی اخلاص اور نیکی کی تعلیم دی گئی ہے۔

دوسرے اگر بفرض محال پنڈت صاحب کے اعتراض کو پرکھنے کے لئے اس ترجمہ کو صحیح بھی قرار دیدیا جائے۔ تب بھی یہ اعتراض فضول اور خلاف عقل ہے۔ کیونکہ جب کہ خود پنڈت دیانند کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ آریہ مذہب میں داخل ہوکر ہی نجات مل سکتی ہے اور بغیر ویدوں کے ماننے کے انسان سرخرو نہیں ہوسکتا ہے تو کیا ان کے اعتقاد پر یہ اعتراض نہ وارد ہوگا۔ کہ کیا خدا صرف ویدوں کے ماننے سے خوش ہوتا ہے۔ کیا وہ آریوں کا طرفدار ہے۔ اور پھر ہر ایک سچائی پر اعتراض ہوگا۔ کہ کیا خدا اس سچائی کا طرفدار ہے جب اسلام کا دعوےٰ ہے کہ کل سچائیاں اس کے اندر پائی جاتی ہیں۔ تو کیا یہ کہا جائے۔ کہ اسلام کے باہر جسقدر نیک ہیں۔ ان پر بھی اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ان میں ملوث انسان کو نجات عطا کرتا ہے۔ جب آریوں کا ویدوں کی نسبت یہی عقیدہ ہے تو پنڈت صاحب کو اسلام پر اعتراض کرنے کی کیا سوجھی ؎

نیش عقرب از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

اعتراض نمبر ۴۱۔ جو کچھ آسمان اور زمین پر ہے سب اسی کے لئے ہے (سورہ بقرہ آیت ۲۵۰)

محقق۔ جو آسمان اور زمین پر چیزیں ہیں۔ وے سب انسانوں کے واسطے خدا نے پیدا کی ہیں۔ اپنے واسطے نہیں۔ کیونکہ اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ صفحہ ۶۷۰

جس آئت پر پنڈت صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے۔ للہ مافی السمٰوٰت والارض یعنی جو کچھ آسمان و زمین میں ہے

سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہی اعتقاد زبانی طور سے آریوں کا بھی ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی دانا انسان جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان رکھتا ہو یہ کہے کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ بلکہ کسی اور کے قبضہ میں ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک سچائی کا بیان کیا ہے۔ تو اس پر پنڈت جی کو کیا اعتراض ہے۔ یہ نرالی بات انہوں نے کہاں سے نکالی کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے۔ اسے خدا خود استعمال کرتا ہے اور بندوں کی طرح ان اشیاء کا محتاج ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر تو نہیں کیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اشیا کس کے لئے پیدا کی ہیں بلکہ یہ لکھا گیا ہے کہ یہ سب چیزیں کس کی ملکیت میں ہیں اور ان اشیاء پر خدا تعالیٰ کی ملکیت کا انکار خود آریہ صاحب بھی نہیں کرتے۔ پھر یہ اعتراض نہ معلوم کیا سوچکر کیا گیا تھا۔ شائد کہدیا جائے کہ یہ پریس کی غلطی تھی۔ پنڈت صاحب نے یہ اعتراض نہیں کیا تھا۔ بلکہ بعض حاسدوں نے اپنی طرف سے ملا دیا۔ لیکن یہ بات تب درست ہوگی۔ کہ جب آریہ پرتی ندہی سبھا اس اعتراض اور اسی طرح دیگر کل اس قسم کے اعتراضات کے اخراج کا رزولیوشن پاس کرے اور آئندہ ایڈیشن میں ستیارتھ پرکاش میں وہ درج نہ کئے جائیں؛

اعتراض نمبر ۵۳۔ اور نہیں ہے اللہ کہ خبردار کرے تمکو اوپر غیب کے۔ لیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ اوپر اللہ کے اور اس کے رسولوں کے (سورہ عمران آیہ ۱۷)

محقق۔ جب مسلمان لوگ سوائے خدا کے کسی پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔ تو پیغمبر صاحب کو کیوں خدا کے ساتھ ایمان میں شریک کیا ہے۔ اللہ نے پیغمبروں پر ایمان لانا لکھا ہے۔ اسی لئے پیغمبر بھی شریک ہوگیا۔ پھر لاشریک کہنا ٹھیک نہ ہوا۔ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جاوے کہ محمد صاحب کے پیغمبر ہونے پر ایمان لانا چاہیئے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صاحب کی کیا ضرورت ہے اگر خدا بلا پیغمبر کے اپنی خواہش کے مطابق کام نہیں کرسکتا۔ تو ضرور خیال از قدرت ہوا۔ صفحہ ۶۲۱

اس اعتراض میں پنڈت صاحب نے دو ایجادیں کی ہیں۔ اور دونوں عجیب ہیں۔ اول تو یہ کہ خدا کے سوا کسی اور پر ایمان لانا بڑا گناہ ہے اور شرک ہے۔ لیکن آپ کو یہ سمجھ نہیں آئی۔ کہ ایمان کہتے ماننے کو۔ کیا پنڈت دیانند صاحب کے پیرو بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے سوا کسی اور چیز کو نہیں مانتے۔ اگر ایسا ہے تو خود آریہ سماج ہی کا ماننا اور یہ کہنا کہ آریہ سماج کوئی چیز ہے۔ شرک ہو جائیگا۔ کیونکہ وجود میں خدا اور آریہ سماج برابر ہو جاوینگے۔ اور اگر خدا کے سوا کسی اور کی فرمانبرداری شرک ہے یا کسی کی بات ماننی شرک ہے تو والدین کی فرمانبرداری اور گورنمنٹ کی اطاعت خود پنڈت دیانند کی اتباع اور ویدوں کا اقرار سب شرک ہوگا اور کوئی کام نہ رہیگا جس میں شرک نہ ہو۔ کھانے پکاتے ہوئے شرک کرنا پڑیگا۔ کہ ایک چیز آگ ہے۔ پھر وہ جل کر دوسری اشیاء کو پکا دیتی ہے۔ پھر ایک چیز آٹا ہے۔ جو کھانے سے پیٹ کو بھر دیتا ہے۔ اور ان تمام اشیاء کا وجود ماننا اور ان کے خواص پر یقین لانا بھی شرک ہوگا۔ پانی پیتے ہوئے پانی کے وجود کا ایمان اور اس کے خواص پر یقین بھی شرک ہوگا۔ خود شرک کا ماننا یعنی شرک پر ایمان لانا شرک ہو جائیگا اور ایک عجیب دور تسلسل ہو جائیگا۔ شرک کی یہ تعریف تو نہیں۔ کہ خدا کے سوا کسی اور چیز کو مانا جاوے۔ بلکہ شرک کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ ان صفات میں کسی کو خدا کا شریک کرنا جو اس کیلئے خاص ہیں۔ اور جس میں کسی اور کا دخل نہیں اور یا اس حد سے زیادہ کسی کو صفات الٰہیہ میں شریک کرنا جو اس نے مخلوقات و مصنوعات میں ودیعت کی ہیں۔ شرک اول کی مثال خلق ہے کہ اس میں اس نے کسی کو شریک نہیں کیا اور شرک دوم کی مثال سمع ہے۔ کہ اس نے انسانوں اور حیوانوں میں سمع کی طاقت رکھی ہے۔ لیکن ایسی طاقت کسی کو نہیں دی۔ کہ انہیں کانوں کے ساتھ کل دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی آوازوں کو سن لے۔ پس کسی خالق ماننا یا اس قسم کا سمیع ماننا کہ کل باریک اور موٹی۔ خفی اور جلی۔ آہستہ اور اونچی سب آوازوں کو یکدم سن لیتا ہے۔ شرک ہوگا۔ نہ کہ کسی کا محض وجود ماننا یا کسی کی عام فرمانبرداری شرک ہوگی۔

دوسری بات جو پنڈت صاحب نے اس آیت سے نکالی ہے یہ ہے کہ اگر ایمان کے معنی آنحضرت کی رسالت کا ماننا ہے۔ (جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے) تو اس پر دوسرا یہ اعتراض پڑتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کیا تھی۔ اور جبکہ آپ کی خدا کو کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور آپ کے بغیر خدا کوئی کام نہ کرسکتا تھا۔ تو ضرور قدرت سے خالی ہوا۔ لیکن اس اعتراض کے کرتے وقت گھر کا خیال نہیں رہا۔ ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ بھی ایک کی بجائے چار رشیوں کو قبول کرتے ہیں۔ پس یہی اعتراض ان پر پڑیگا۔ کہ ان چار رشیوں کی ضرورت کیا تھی؟ کیا پرمیشور ان کے بغیر کام نہیں کرسکتا تھا۔ اور وید ان کے سوا نہیں بھیج سکتا تھا اور اگر نہیں بھیج سکتا تھا تو پھر پرمیشور بے قدرت ہوا۔ بلکہ خود ہی کیوں نہ کہیں کہ کیا ویدوں کا خدا محتاج تھا۔ اور کیا ان کے بغیر دنیا کو ہدایت نہیں دے سکتا تھا۔ اور اگر نہیں تو ویدوں کا محتاج ہوا۔ لیکن کیا آریہ صاحبان اس قسم کے بیہودہ اعتراضات کو اپنے رشیوں یا اپنی کتب سماوی کی نسبت برداشت کرینگے۔ اور اگر نہیں تو قرآن شریف پر ان اعتراضات کے کرنے کے کیا معنی؟

کاش پنڈت صاحب سمجھتے کہ خدا کو ہماری یا کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس دنیا اس نے ایک حد تک اسباب کے ساتھ جکڑ دیا ہے۔ بیشک نبی کی اس کو ضرورت نہیں۔ لیکن ہم کو ضرورت ہے۔ ہر ایک تو اس لائق نہیں ہوتا کہ اس پر کلام آوے جیسے چار رشیوں پر وید اترے۔ لیکن ان کے علاوہ دوسری مخلوقات پر نہ اترے۔ پس چونکہ ہر ایک پر کلام نہیں اتر سکتا اور بندوں کو کلام الٰہی کی بھی ضرورت ہے۔ جیسے آریہ ویدوں کے وجود کو مانکر اس بات کے قائل ہیں۔ تو ضروری ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو چنکر ان پر کلام نازل کرے۔ جو لوگوں کو اس کلام سے خبردار کریں [illegible] اگر رشیوں کے وجود سے شرک لازم نہیں آتا۔ تو رسولوں کے وجود سے بھی شرک لازم نہیں آتا۔ اور اگر جسمانی سلسلہ کو لے لیں۔ تو جیسے انسانوں کی معرفت مختلف اشیاء کے ملنے سے معطی خدا کا شریک نہیں بن جاتا اور نہ ہی مذکورہ بالا اشیاء کے وجود سے خدا کا بیقدرت ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ کل رشیوں کے وجود سے بھی خدا کا بیقدرت ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

یہ اعتراضات تو مشتے نمونہ از خروارے ہیں لیکن اگر آدمی جواب لکھنے لگے تو چودہ سو لاس ساری کتاب کا سارا غلط اور بے بنیاد اعتراضات سے بھرا ہوا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو ہم انشاء اللہ ان اعتراضات کا جواب کبھی کبھی مختصراً اسی ہیڈ نگ کے نیچے دیا کرینگے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ (منقول از تشحیذ الاذہان)

حضرت مسیح موعود کا پرانا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

کرمی مجبی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنائت نامہ آپ کا پہنچا۔ وہ جو آپ نے میر صاحب کی طرف لکھا ہے۔ اس کا حرف حرف آپ کے پرجوش اخلاص اور محبت اور ارادت اور عقیدت پر شاہد ناطق ہے بلکہ ان الفاظ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک چشمہ صافیہ یقین اور معرفت سے وہ باتیں نکلی ہیں۔ مجھکو اس کے پڑھنے سے جسقدر خوشی اور انشراح صدر ہوا۔ وہ اندازہ سے باہر ہے۔ اس میں سارے فقرات ایسے ہیں کہ گویا میرے ہی قلم اور زبان اور دل سے نکلے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ جبتک انسان کو پورے درجہ کا خلوص اور پورے درجہ کی محبت اور پورے درجہ کی روحانی مناسبت حاصل نہ ہو۔ تب تک واقعات حقہ کے بیان کرنے میں ایسا توارد ہونا اس سے مشکل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو اس تحریر سے بڑا اجر ملا ہوگا کہ آپ کی تحریر میں قل ودل عبارت میں پوری پوری مدافعت ہے جزاکم اللہ احسن الجزا واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ خط روانہ نہیں کیا گیا تو بلا توقف روانہ کر دیا جاوے اور جو یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطائی الاجتہاد کا اعتقاد رکھتے ہیں یعنی یہ اعتراض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا گمان کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں بمقتضائے بشریت سہو کر گئے ہیں۔ ایسا اعتراض ان لوگوں کا کام ہے جن کو قرآن اور حدیث سے کچھ تعلق نہیں اور اپنی ساری عمر غفلت اور نادانی میں گذاری ہے ورنہ یہ مسئلہ تو سواد اعظم اسلام کے مسلمات میں سے ہے۔ اور خود قرآن کریم اس کی شہادت دیتا ہے کہ نبی کے لئے جو ضروریات سے ہے کہ اسرار خفیہ کہ پیشگوئیوں کے راز اس کو سمجھائے جاویں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض پیشگوئیوں کی نسبت آپ فرمایا ہے۔ کہ پہلے میں نے کسی پیشگوئی کے کچھ معنے سمجھے تھے۔ لیکن آخر کو معنے صحیح نہ نکلے اور ظہور کے وقت اس کا مخالف ظاہر ہوا۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ایسی حدیثیں بہت سی بھری پڑی ہیں جس شخص کو

قرآن کی خبر ہو نہ حدیث کی اُس کو کیا سمجھاویں۔ اور دوسرا دعویٰ رسول نمائی کا بالکل دروغ بے فروغ اور بے تمیز دلاف و گزاف ہے۔ ایک مرد ضعیف اور پیر فرتوت کی عقل جاتی رہی ہے۔ کہ خلاف قال اللّٰہ قال الرسول ایسی بے اصل باتیں مُنہ پر لاتا ہے اگر آزمائش کے لئے پکڑا جاوے۔ تو خدا جانے کسقدر ذلت اُٹھاوے۔ لیکن ہماری طرف سے بہرحال رفق اور نرمی اور درگذر چاہیئے۔ اگر اُن کا اشتعال حد سے بڑھ گیا۔ تو پھر اُن کے لئے وہ وقت آجاوے گا۔ جس میں وہ خود اپنا چہرہ دیکھ لیں گے

اُن کو یہ معلوم نہیں کہ انبیاء علیہم السلام میں خدائی نہیں ہوتی۔ اور آثار و خواص بشریت کے ان سے دور نہیں کئے جاتے تبلیغ احکام میں بیشک انبیاء معصوم و محفوظ ہوتے ہیں۔ لیکن علاوہ تعلیمات اسلام کے امور آئندہ میں جیسے پیشگوئیاں ہیں جب وہ اجتہاد کرتے ہیں۔ تو کبھی وہ مصیب اور کبھی مخطی بھی ہوتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ انگور دیا گیا اور کہا گیا کہ یہ بہشتی انگور ہے اور ابوجہل کے لئے دیا گیا ہے اور خیال کیا کہ ابوجہل مسلمان ہو جاویگا۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ وہ میرا خیال صحیح نہ نکلا۔ بجائے ابوجہل کے عکرمہ مسلمان ہوا۔ اور پھر ایک جگہ صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ کہ ایک زمین مجھکو دکھلائی گئی اور کہا گیا کہ یہ تیری ہجرت کی جگہ ہے اور میں نے خیال کیا کہ وہ زمین ہجر یا یمامہ ہے۔ جو یمن کے دیہات میں سے دو قصبے ہیں۔ لیکن آخر کار یہ میرا خیال صحیح نہ نکلا۔ اور ہجرت کی جگہ مدینہ نکلی۔ ایسی اور کئی حدیثیں ہیں۔ اب جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا بھی نہیں مانتا یعنی رسول اللہ تو یہ فرماتے ہیں کہ کبھی کسی پیشگوئی کے سمجھنے میں مجھ سے خطا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ کبھی خطا نہیں ہوتا۔ تو گویا رسول سے زیادہ دعویٰ رکھتا ہے۔ شیخ سعدی ٹھیک فرماتے ہیں ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

اور میری طبیعت ہنوز بہت علیل ہے۔ خارش کا بہت غلبہ ہو رہا ہے۔ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ والسلام

راقم
خاکسار غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپورہ۔ ۲۱ نومبر ۱۸۹۱ء

واعظین کے فرائض

(از زمیندار)

تہذیب الاخلاق شمارہ (۷) جلد (۱) بابت رجب ۱۳۲۹ھ ہجریہ رقمطراز ہے:۔

"قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام حضرت موسیٰ کاظم آفندی آجکل مذہبی معاملات کو رو براہ لانے میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ ترکی سلطنت کا پرانا دستور ہے۔ کہ رمضان کے مہینہ میں واعظوں کی جماعتیں سرکاری خرچ پر ممالک محروسہ میں روانہ کی جاتی ہیں۔ یہ ہر ایک شہر۔ ہر ایک ضلع۔ ہر ایک قصبہ اور ہر ایک چھوٹے بڑے گاؤں میں دورہ کرکے وعظ و ہدایت کیا کرتی ہیں۔ لیکن چونکہ علمیت محدود ہو گئی ہے اور حقیقی اسلامی تعلیمات عام نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ لہذا ہندوستان کی طرح سلطنت روم کے واعظوں کا بھی یہی حال ہے۔ کہ وعظ میں دُنیا کے دور از کار افسانے قصے کہانیاں عجائب و غرائب اور بے نتیجہ باتیں تو بیان کیے جاتے ہیں۔ مگر یہ نہیں بتاتے (اور سچ تو یہ ہے کہ بتا سکتے بھی نہیں) کہ اسلام کا منشا کیا ہے۔ اور وہ اپنے پیرؤوں سے کیا چاہتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے اس جانب خصوصیت کے ساتھ توجہ کی ہے اور عملی اصلاح کے لئے "مدرسۃ الواعظین" کے نام سے قسطنطنیہ میں ایک بڑا مدرسہ کھولا ہے۔ جس میں موجودہ مذہبی ضرورتوں کے مطابق واعظوں کو وعظ کہنے کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کے اصول و فروع کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ مدرسہ کئی مہینے سے قائم ہو چکا ہے اور جو لوگ اس کے امتحان میں کامیاب ہوں گے۔ وعظ کی خدمت انہیں کو مفوض ہوگی۔ کاش! ہندوستان میں بھی ایسا ہی کوئی انتظام ہوتا۔ وعظ اگر ضرورت زمانہ کے معیار پر ہوا کرے تو مسلمان بہت جلد فرض شناس بن سکتے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج ہے کہ ہم نے کوئی معیار ہی نہیں رکھا ہے۔ اور کسی قسم کی اصلاح کا بندوبست ہی نہیں کرتے۔"

واعظوں کے فرائض پر اگر نظر کی جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ بہت کم ایسے واعظ ہیں۔ جو اپنے فرائض منصبی سمجھنے کی اہلیت و استعداد رکھتے ہوں۔ ایک کو مڈل و کیوشن امتحان کی ناکامی یا ناقابلیت حصول ملازمت وعظ و نصیحت کے منبر کو مزین کرنے کے قابل بناتی ہے۔ دوسرا رہ کشی سے تنگ آکر آخیر عمر یتساءلون کا ورد زبان حفظ کرتا ہے اور مشرکوں کے توہمات۔ مجوسیوں کی عجائب پرستی اور یہودیوں کے افسانے جو آباؤ اجداد سے سینہ بسینہ سنتا چلا آیا ہے۔ انہیں سے اپنی مجالس وعظ کو گرماتا ہے تیسرے کو قدرت نے حنجرہ داؤدی عطا فرمایا ہے۔ وہ روشن دل۔ نجات المومنین اور احوال الآخرت کے چند اشعار یاد کرکے دستار فضیلت سر پر باندھ لیتا ہے۔ اور در بدر۔ مسجد بمسجد۔ قریہ بقریہ وعظ کہتا پھرتا ہے۔ غور کرو اس قسم کے لوگ اسلامی علوم قرآن و تفسیر۔ حدیث و فقہ سے خود نابلد ہیں۔ مذہبی ضرورتوں سے ناآشنائے محض ہیں۔ ضروریات زمانہ سے کچھ خبر نہیں رکھتے۔ ان سے قومی اصلاح کی کیا توقع کیجا سکتی ہے؟

اب ان لوگوں کا حال سُنئیے۔ جو اسلامی علوم میں خاص پایہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے بھی بہت کم ایسے ہوں گے۔ جو اپنے فرائض منصبی کو خشیۃ اللہ سے بجا لاتے ہوں۔ اکثر حصہ ان کا ایسا ہے۔ جو صرف مسلم باتیں لوگوں کے آگے بیان کرکے ان کو خوش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان باتوں سے نہ تو لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور نہ ان کے بیان کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض واعظین کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے علم و فضل کے اظہار کے لئے زمانہ قدیم کے حکماء مثلاً ارسطو و افلاطون وغیرہ کے قصے لے بیٹھتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں جو بالکل غیر ضروری مسائل بیان کیا کرتے ہیں۔ مثلاً لا تبل فی المسجد قائما وغیرہ۔

اس قسم کے واعظ وعظ و نصیحت کی ضرورت اور غرض و غایت سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ واعظ کا اصل فرض منصبی یہ ہے کہ وہ اول مشاہدہ کرے کہ سامعین میں کس بات کی کمی ہے۔ کون کون سے امراض روحانی انہیں لاحق ہیں۔ اور کون کون سے پہلو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ایسے ہیں جن کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے۔ اور پھر ان کے مطابق وعظ کرکے لوگوں کو ان کی غفلت اور غلطی پر آگاہ کرے۔ جو واعظ موقع اور محل کے لحاظ سے وعظ نہیں کرتا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ عند اللہ قابل مواخذہ ہے۔

جس طرح واعظین میں غلطی ہوتی ہے۔ اسی طرح سامعین میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں کہ وہ سچے اور حقیقی واعظوں پر اس لئے ناراض ہوتے ہیں کہ وہ ان کے حسنات کے ذکر کو ترک کرکے سیئات کا ذکر کیوں کرتے ہیں؟ اور ایک ہی عیب پر کیوں زور دیئے جاتے ہیں۔ سامعین کے اس قسم کے خیالات جہالت پر مبنی ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں سوچنا چاہیئے کہ اگر ایک انسان کا سارا جسم تندرست ہو۔ لیکن ایک حصہ میں بیماری ہو۔ تو طبیب صرف اسی کا علاج کریگا۔ اور بار بار اسی کو دیکھے گا۔ یہی حال واعظ کا ہے۔ جو اصل میں روحانی طبیب ہوتا ہے۔ جس قسم کے روحانی امراض میں وہ اپنے سامعین کو مبتلا پاتا ہے۔ اسی قسم کے وعظ سے ان امراض کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مختلف لوگ آکر مختلف قسم کے سوال کیا کرتے تھے کہ یا حضرت سب سے بڑی نیکی کیا ہے تو آپ ہر ایک کو الگ الگ جواب دیا کرتے تھے۔ کسی کو کہا کہ ماں باپ کی خدمت کرو۔ کسی کو مال خرچ کرنے کو کہا۔ ایک کو آپ نے اپنی زبان پکڑ کر کہا کہ اس کو قابو میں رکھ۔ ایک کو مغلوب الغضب ہونے سے منع کیا۔ اس پر بعض نے اعتراض کیا ہے۔ کہ سوال تو ایک تھا۔ مختلف جواب کیوں دیئے گئے؟ اصل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام امت کے حکیم ہوتے ہیں وہ جس شخص میں جس خلق کی کمزوری دیکھتے ہیں۔ اسی کی تکمیل و نگہداشت کی تاکید کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کے نیکی کرنے کے اسباب بھی مختلف ہوتے ہیں۔ کوئی تو قوم اور برادری کے دباؤ سے کوئی آبائی تقلید اور رسم و رواج کی پابندی سے۔ کوئی کسی حاکم وغیرہ کی خوشنودی کے لئے نیک کام کیا کرتا ہے۔ جو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ در اصل کوئی خوبی کی بات نہیں ہوتی۔ اس بنا پر انبیاء علیہم السلام وہ بات بتایا کرتے ہیں۔ جس سے طبیعت تو متنفر ہو مگر شریعت حکم کرے کہ یہ کام کرو۔ پھر نفس پر زور دیکر اسے وہ کام کرنا پڑے۔ جو عند اللہ موجب ثواب و برکت ہو۔

قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کے بیان میں جابجا ان کے وعظ بھی مذکور ہیں۔ اگر ان کو بنظر غور و تعمق پڑھا جائے تو واعظین کو صاف معلوم ہو جائے کہ اسلام نے ان کے کیا

Digitized by Khilafat Library

فرائض مقرر کئے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے افسوس قرآن شریف کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ وہ قرآن مجید کو پڑھتے نہیں۔ جو پڑھتے ہیں وہ سمجھتے نہیں اور جو سمجھتے ہیں وہ اسے اساطیر الاولین یعنی قصّے کہانیوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ ہم اس مقام پر حضرت شعیب علیہ السلام کا وعظ جو انہوں نے اپنی قوم کو سنایا تھا لکھتے ہیں تا کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ وعظ کی غرض و غائت اور علت غائی کیا ہے۔

قرآن شریف فرماتا ہے والی مدین اخاھم شعیبا قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی ارٰکم بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط ویقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین وما انا علیکم بحفیظ (پارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۸) اور ہم نے مدین کی طرف ان کے ہم قوم بھائی شعیب کو شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے ان سے کہا۔ بھائیو! خدا ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ماپ اور تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تم کو خوشحال دیکھتا ہوں (تو تم کو ماپ تول میں کمی کرنے کی کیا ضرورت ہے) اور اگر اس پر بھی اس حرکت سے باز نہ آوگے تو) مجھ کو تمہاری نسبت عذاب عام کے دن کا اندیشہ ہے۔ جو تم سب کو آگھیرے گا۔ اور بھائیو! ماپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ دیا جو کچھ تجارت میں بچ رہے وہی تمہارے لئے اچھا ہے اور میں تمہارا نگہبان تو ہوں نہیں کہ ہر ایک کی ماپ تول کو دیکھتا پھرا کروں)۔

مدینہ منورہ کے شمال و مغرب کی طرف ایک شہر واقع تھا جس کا نام مدین تھا۔ وہاں کے نبی شعیب علیہ السلام تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کو پہلے توحید اور خدا کی عبادت کا وعظ فرمایا۔ قوموں میں ایک مرض ہوتا ہے۔ کہ خدا کی عبادت اور طاعت سے نفرت کرتے ہیں اس بنا پر ہر نبی کی اول دعوت یہی ہوتی ہے کہ اعبدوا اللہ

بعد توحید اور عبادت و طاعت الٰہی کا وعظ کہنے کے شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو خاص مرض کی طرف متوجہ کیا۔ جو ان میں پھیل گیا تھا کہ وہ ماپ اور تول میں خیانت کرتے تھے۔ اور انہیں تاکید کی کہ وفاداری اور فرمانبرداری سے جو نفع تم کو بچے۔ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا موجب ہوگا۔

سچا خیر خواہ حقیقی ناصح اور اصلی واعظ وہ ہوتا ہے۔ جو اپنی قوم کو ان کے عیوب پر مطلع کرے۔ جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان کے نقص بتائے۔ سپرتن وہاں سے ٹکرایا جاتا ہے جہاں کمزوری کا شبہ ہو۔ اسی طرح مومن کو ابتلاء اس بات میں آتا ہے۔ جس میں وہ کمزور ہو۔ غور کرو۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی تعلیم اپنی قوم کو یہ تھی۔ کہ

(۱) خدا کی عبادت کریں۔

(۲) اس کے سوا کسی اور کو معبود نہ جانیں۔

(۳) ماپ تول میں خیانت نہ کریں۔

(۴) دیانت داری سے ماپ تول پورا کریں۔

(۵) لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیں۔

(۶) ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھریں۔

(۷) جو نفع تجارت میں بچے اُسی کو اپنے حق میں اچھا سمجھیں

یہ سب باتیں ایسی ہیں۔ جن کو ایک معقول پسند آدمی بے دلیل تسلیم کرتا ہے۔ بقولیکہ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

اب ہم تہذیب الاخلاق کے فاضل ایڈیٹر صاحب کے الفاظ ذیل کی طرف دوبارہ ناظرین کی توجہ مبذول کرتے ہیں "کاش اہل ہندوستان میں بھی ایسا ہی کوئی انتظام ہوتا۔ وعظ اگر ضرورت زمانہ کے معیار ہوا کرے۔ تو مسلمان بہت جلد فرض شناس ہو سکتے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج ہے کہ کوئی معیار ہی ہم نے نہیں رکھا ہے اور کسی قسم کی اصلاح کا بندوبست ہی نہیں کرتے" صاحب ممدوح بالکل بجا اور درست فرماتے ہیں۔

اس بارہ میں مدرسہ عالیہ دیوبند دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ مدرسہ نعمانیہ لاہور وغیرہ اسلامی مدارس کے منتظمین کی توجہ مطلوب ہے اگر ہر ایک اسلامی مدرسہ کے متعلق ایک جماعت بنام جماعت الواعظین کھولی جائے۔ جس کے طلباء باری باری ایک مقررہ مضمون و موضوع پر مدرس کی زیر صدارت وعظ کے پیرایہ میں ضرورت زمانہ کے معیار پر لیکچر دیا کریں۔ جن کا ماخذ قرآن۔ تفسیر۔ حدیث و فقہ ہو۔ اور مدرس اعظم ان لیکچروں کے حسن و قبح پر اپنے متعلمین کو مطلع کیا کریں۔ تو بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اگر اس طرح اسلامی مدارس میں طلباء کو وعظ کہنے کی تعلیم دی جائے۔ اور اس کے اصول و فروع کی تلقین کی جائے۔ تو یقین واثق ہے کہ طلبا وعظ میں مہارت تام حاصل کریں۔ اور قوم کو ان کے وعظ کی خدمات سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

نور الدین

اقتباس از کشتی نوح

یقین لاؤ کہ تمہارا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے۔ بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ تھی۔ یہ خدا ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دُنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی۔ مگر تم اس کو مقدم رکھو۔ تا تم آسمان پر اس کی جماعت میں لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو۔ کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا۔ جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے۔ اور اس کی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور اس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو۔ گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں۔ جو حلم ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ جو اوپر سے صاف ہیں۔ مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے۔ جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو۔ اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دُنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اُسی کے ہو جاؤ۔ اور اُسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے چاہئے کہ ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی۔ اور ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دُنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو۔ کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو۔ جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ۔ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے۔ تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے۔ تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول

کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو۔ کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا۔ کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے۔ جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائیگا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو۔ اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرتمند نہیں۔ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں۔ اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں۔ وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے۔ وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے۔ وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملیگا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو۔ تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو۔ تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ۔ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے۔ جن میں سے ایک طاعون بھی ہے۔ سو تم سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو۔ تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے۔ کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی۔ جب تک آسمان سے حکم نہ ہو۔ اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی۔ جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔ سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے۔ مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا۔ جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر اعتراض کرے۔ کہ یوں نہیں۔ بلکہ یوں چاہئے تھا۔ اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے۔ جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ اور ان

ایک طاعون بھی نشان ہے۔ پس جو شخص مجھ سے بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے۔ جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کرے گی۔ سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے۔ جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو۔ کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا تعالیٰ کیلئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے۔ وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے۔ اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان بھی ہوئے۔ سو خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی۔ اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔ جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے۔ تو اپنے ہاتھوں سے۔ نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دیگا۔ سو تم اس کو مت چھوڑو۔ اور ضرور ہے کہ تم دکھ دیئے جاؤ۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو۔ کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے۔ کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو۔ اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل نیک دکھلاؤ۔ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائیگا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائیگا اور حسرت سے مریگا۔ اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکیگا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں۔ کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے۔ اگرچہ سب اسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اس شخص کو چن لیتا ہے جو اس کو چنتا ہے۔ وہ اس کے پاس آجاتا ہے۔ جو اس کے پاس جاتا ہے۔ جو اس کو عزت دیتا ہے۔ وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ۔ کہ وہ تمہیں قبول کریگا۔ عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا

نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے۔ کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو قرآن کو عزت دیں گے۔ وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہری کچھ چیز نہیں ہے۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو۔ میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ کہ گناہ ایک زہر ہے۔ اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو۔ تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا۔ بجز وعدہ کے مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے۔ بدنظری سے خیانت سے۔ رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بد رفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنے ہمسایہ سے ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اس عہد کو جو اس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔ وہ میری جماعت میں سے

مختصر نوٹ

ناظرین و سرپرستان الحکم کو عید الفطر مبارک ہو

عید فنڈ عید فنڈ کی طرف ناظرین کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ سرگرمی کے ساتھ اس فنڈ کا روپیہ جمع کر کے بھیجیں۔

سلسلہ کی ضروریات انجمن کے گوشوارہ اگست ۱۹۱۱ء کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض صیغوں میں روپیہ کی بہت ہی سخت ضرورت ہے۔ لنگر خانہ قریباً دو ہزار روپیہ کا مقروض ظاہر کیا گیا ہے۔ لنگر خانہ سلسلہ کی اہم ضرورت ہے۔ جو لوگ حصول دین کے لئے دار الامان میں امام کے حضور آتے ہیں۔ ان کی ضروریات خورد و نوش کا تعلق اسی صیغہ سے ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور انبیاء کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو جاری فرمایا تھا۔ اور اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو ایک مرتبہ نہیں۔ متعدد دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ کی دیگر ضرورتوں پر اسے ترجیح دی تھی۔ بلکہ ایک مرتبہ جبکہ پہلی دفعہ تعمیر کے لئے ایک ڈیپوٹیشن نکلنے والا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے اس کو قریباً غیر ضروری قرار دے کر لنگر کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی تھی۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام لنگر خانہ کے اہتمام کی طرف خصوصاً متوجہ رہتے تھے۔ اور یہی ایک صیغہ تھا جس کا اہتمام حضرت نے اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ میں رکھا جس سے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مجھے اس کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ کہ اگرچہ انجمن نے لنگر خانہ کے انتظام کی طرف ملازمین کے اضافہ کے سوال کی حیثیت سے بہت توجہ کی۔ مگر وہ بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں حضرت کی خاص نگرانی کے نیچے حاصل تھی پیدا نہیں ہوئی۔ لنگر خانہ کے انتظام کے سوال کو چھوڑ کر اس وقت غور طلب امر اس کی مالی حالت ہے۔ لنگر خانہ کا اسقدر زیر بار ہو جانا افسوسناک امر ہے۔ اس لئے قوم کو بہت جلد اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے جہاں تک ان کی ہمت سے تعلق ہے کوشش کرنی چاہئیے۔

لنگر خانہ کے سوا بعض دوسری مدات میں بھی روپیہ کی کمی ہے مدرسہ احمدیہ میں صرف [illegible] باقی ہے۔ مساکین میں [illegible] یتامیٰ میں [illegible] باقی ہے۔

اور گوشوارہ کے موافق کل خزانہ میں ۳۱۔ اگست ۱۹۱۱ء کو صرف تین ہزار ایک سو چھپن روپیہ سات آنہ دس پائی باقی تھا۔ اور اگر اس میں سے بارہ سو ساٹھ روپیہ بارہ آنہ ۹ پائی امانت کے نکال دیئے جاویں۔ تو قریباً اٹھارہ سو روپیہ ہی رہ جاتا ہے۔ ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا کچھ بھی خلاف واقعہ نہیں ہے کہ انجمن کی مالی حالت مشکلات میں ہے۔

اس لئے احباب کو بہت جلد توجہ کرنی چاہئیے۔ اور ان قومی ضروریات کے لئے اپنی ذاتی ضروریات کو نثار کرنا چاہئیے۔

سالانہ بجٹ انجمنوں کے پاس سالانہ بجٹ بھیجا گیا ہے امید ہے وہ محض اس خیال سے کہ اتنے پاس دیر میں پہنچا ہے۔ اس پر غور کرنے کے بجائے جلد اس کے پاس کرنے کی کوشش نہ کرینگی۔ بلکہ جس غرض کے لئے وہ ان کے پاس بھیجا گیا ہے۔ وہ اس کو پورا کرنے کی طرف توجہ کرینگی۔ اخراجات اور آمد کے پیمانہ پر کافی غور کر کے جن مدات میں کمی اخراجات کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اس کو کم کریں گی اور جہاں آمدنی کے اضافہ کی مناسب صورتیں ہو سکتی ہیں۔ انہیں پیش کرینگی۔

ہمیں بجٹ کے متعلق اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کی کتابی [illegible] افسوس ہے۔ میرے پاس موجود نہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ سلسلہ احمدیہ کی تبلیغ سے مراد وہ تبلیغ ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق بیان ہو اس مہینے میں مختلف مقامات پر ہمارے سلسلہ کے علماء نے خالص احمدیت پر تقریریں اور مباحثے کئے۔ کیونکہ تحصیل میں جناب میاں عبد الحمید صاحب ہوم منسٹر کی کوٹھی پر ایک مختصر سا مباحثہ میاں صاحب موصوف اور ان کے بعض احباب کی تحریک پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی امام الدین صاحب کو تحصیل کے درمیان ہوا۔ مباحثہ حیات وفات مسیح پر شروع ہوا تھا۔ میاں صاحب کی توجہ اور انتظامی قابلیت کی وجہ سے نہایت امن کے ساتھ تقریریں ہوئیں۔

پہلے روز وفات مسیح کا مسئلہ صاف کیا گیا اور حاضرین نے اس مسئلہ کے متعلق اپنا اطمینان ظاہر فرمایا۔ دوسرے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر گفتگو تھی۔ مولوی امام الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی نبوت کی بحث پیش کی۔ مولوی غلام رسول صاحب نے بڑی جرأت اور قوت کے ساتھ اس بحث کو نبھایا۔ اور ایسی عمدگی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی حقیقت اور ختم نبوت کا فلسفہ بیان کیا کہ ڈاکٹر صادق علی صاحب جو بھی اس جلسے کے میر مجلس تھے۔ داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ اور انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر معیار صداقت خاکسار ایڈیٹر الحکم نے ڈاکٹر صادق علی صاحب سے گفتگو کی۔ اور انہوں نے جس رنگ کی پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر کے رنگ میں پیش کی تھیں۔ اسی شان اور قوت کی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش کی گئیں۔ جن کا اثر حاضرین پر خدا کے فضل سے اچھا پڑا۔

پھر مولوی امام الدین صاحب نے آتھم اور احمد بیگ والی پیشگوئیوں پر جرح کی۔ جن کا جواب مولوی غلام رسول صاحب نے نہایت عمدگی اور وضاحت سے دیا۔ اور بالآخر حاضرین کی خواہش پر مولوی صاحب نے روزہ کے فلسفہ پر ایک لطیف تقریر فرمائی۔

ایسے مذاکرے نہایت مفید اثر پیدا کرتے ہیں اور [illegible] سلسلہ کے لئے وہ بہترین ذریعہ ہیں۔ تجویز ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ایک دو تقریریں پکچر تھل میں ہوں۔ وہاں کی جماعت اس ضرورت کو محسوس کر رہی ہے۔ اب وقت ہے کہ ہر جگہ خصوصیات سلسلہ پر لیکچر ہوں۔ اور عام تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اتمام حجت کیا جاوے۔

الہامات مرزا کا جواب خدا کے فضل سے الہامات مرزا کا جواب میں پورا لکھ چکا۔ اس کے چھاپنے کا کام میں نے میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی احمدی کے سپرد کر دیا ہے۔ اس لئے وہ احباب جنہوں نے اس کی اشاعت کے لئے مدد دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اپنے موعود چندے میر صاحب کی خدمت میں بھیجدیں۔ تاکہ یہ کام جلد ختم ہو سکے۔

برادرم بزرگوارم سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے میرے ساتھ مصافحہ کرتے وقت مندرجہ ذیل نصیحت خصوصیت سے مجھے دی تھی۔ اسے ضرور درج فرمانا تاکید ہے۔

"اگر آپ دیکھیں۔ کہ دو شخصوں میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ تو پہلے آپ ان کو اچھی طرح سے سمجھا دیں اور ان میں ملاپ اور اتفاق کو پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان میں وحدت قائم رکھنے کے لئے کوئی تدبیر نکالیں۔ لیکن اگر وہ دونوں ایسے ہوں۔ کہ وہ اپنی ضد کو چھوڑنا نہ چاہتے ہوں اور ان میں نفسانیت اور کسی ذاتی کاوش کو مقدم سمجھا گیا ہو۔ تو پھر تم ان دونوں میں سے کسی کے بھی مددگار نہ بنو۔ اور ان سے الگ ہو جاؤ۔ اور دوسروں کو کافر بنانے کے بجائے اپنے نفس کی اصلاح کو مقدم سمجھو"

(ظہیر)

ترجمۃ القرآن کا پندرھواں پارہ

اللہ تعالیٰ کے فضل ہاں محض فضل سے ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں پندرھواں پارہ جس میں سولھویں پارہ کا اسقدر حصہ جو سورہ کہف کو ختم کرتا ہے۔ چھپنا شروع ہو گیا ہے اور بہت جلد اکتوبر کے پہلے دو ہفتوں میں اس کے شائع ہو جانے کی خدا کے فضل سے توقع ہے یہ کام اگرچہ روپیہ کی کمی کی وجہ سے نہایت سستی سے ہو رہا ہے مگر ہو رہا ہے احمدی قوم کا فرض تھا اور ہے کہ وہ اس کام کے لئے دل کھول کر مدد دیتی جبکہ وہ قرآن مجید کی خدمت کا جوش اپنے دلوں میں رکھتی ہے۔ آخر کے سات پارے پہلے شائع ہو چکے ہیں اور اب یہ پارہ بھی عنقریب شائع ہو [illegible] اس جا میں عجیب عجیب حقائق اور معارف خدا کے ہی فضل سے بیان ہوئے ہیں اور بڑے بڑے اہم مضامین معراج کی حقیقت اور اصحاب کہف کی حقیقت بیان کی گئی ہیں۔ ضروری ہے کہ احباب اس ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے لئے دل کھول کر مدد دیں۔ ہم نے بذریعہ قاضی اکمل صاحب کی چٹھی کے جواب میں لکھا کہ اگر ایک سو آدمی پانچ روپیہ ماہوار دینے والے ہوں تو یہ کام بہت جلد ختم ہو کر بعض دوسرے کام بھی انشاء اللہ العزیز شروع ہو سکیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ وغیرہ۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے وہ جب چاہیگا اور جن دلوں کو چاہیگا اس نیک کام کے لئے متحرک کریگا۔ ساتوں شائع شدہ پاروں کا ہدیہ سات روپیہ ہے۔ لیکن اگر پانچ آدمی اکٹھے منگوائیں تو ۶؍ ایک مجموعہ کا ہدیہ لیا جاویگا۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

اسلام میں بدعات

وہ کون سے سیاسی تمدنی اور معاشرتی معاملات ہیں۔ جن کے ہر ایک پہلو کو اسلام نے نہایت خوبی اور بسط و تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا۔ وہ کون سے مادی ترقی اور اخلاقی ترقی کے اصول و اسباب اور کون سی زندگی کی ضروریات ہیں جن کے ہر ایک دقیق سے دقیق مسئلہ پر اسلام نے روشنی ڈال کر ہماری فلاح و بہبودی کو مدنظر نہ رکھا ہو۔ وہ کون سی دین یا دنیا کی مفید باتیں ہیں۔ جن کو عملی صورت میں لانے کے لئے اس نے ہمیں طرح طرح کی ترغیبیں نہ دی ہوں۔ وہ کونسی ہمارے لئے دوجہان کی مضرت رساں چیزیں ہیں۔ جن سے روکنے کے لئے اس نے کئی کئی پیرایوں میں ہمیں خوف نہ دلایا ہو۔ جو امور ہماری اجتماعی قوت پر اچھا اور خوشگوار اثر ڈالنے والے تھے۔ ان تمام کو اس نے ہمارے لئے مباح کر دیا ہے۔ اور مختصر یہ کہ اسلام ہماری مادی اور سیاسی ترقی کی سیڑھی اور دنیاوی اور دینی قدر و منزلت اور اقتدار کا اعلیٰ درجے کا ذریعہ ہے۔

جب ہم اسلام کے پہلے دور کی تاریخ پر ایک عمیق نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں بلا مبالغہ کہنا پڑتا ہے کہ اس نے جو چار دانگ عالم میں اپنی صداقت کا جھنڈا گاڑ دیا تھا اور بڑی بڑی عظیم الشان اور زبردست طاقتوں کو شکست فاش دیکر اپنا لوہا منوالیا تھا۔ اور بڑے بڑے اولوالعزم فرمانرواؤں اور حکمرانوں کے دلوں میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ تو اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ مسلمان اس کی حبل متین کو ایک جان ہو کر مضبوط ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے اور ان کے تمام کاروبار میں یہی دستور العمل ہوتا تھا۔ اس کی پیروی کو وہ اپنی زندگی کی اصلی غائت سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی تھوڑی سی جماعت نے لاکھوں اقوام پر غلبہ پا لیا تھا۔ اور کوئی بڑے سے بڑا لشکر بھی ان کی ہمت استقلال اور مستعدی پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتا تھا اسی کی بدولت جہاں ناقوس بجا کرتے تھے۔ وہاں اذانوں کی مبارک آوازیں گونجنے لگیں۔ اور جہاں ناپاک بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ وہاں اس وحدہ لاشریک کی پوجا ہونے لگی۔ اسی کی پیروی سے بڑے بڑے مقتدر بادشاہوں نے بڑے بڑے خونریز معرکوں کے بعد نہایت ذلت و خواری سے مسلمانوں کے آگے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں۔ اور چونکہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کو وہ ہر ایک امر میں اپنا دستور العمل سمجھتے تھے۔ اس لئے ہر ایک موافق و مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے علمی اخلاقی سیاسی اور تمدنی میدانوں میں قدم رکھکر یہاں تک ترقی کی کہ ابنائے جنس نہایت حسرت کی نگاہ سے اس کو دیکھنے لگے علم و فضل کی نہایت مضبوط بنیادیں قائم کرکے اعلیٰ درجہ کی دماغی قابلیت اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا۔ جب اسلام نے یہاں تک حیرت انگیز ترقی کی۔ تو بحکم ہر کمالے را زوالے کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے۔ جن کی وجہ سے تنزل اور انحطاط نے اس کے میدان ترقی میں اپنا قدم رکھنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی خانہ جنگیوں اور ذاتی کاوشوں نے اپنا ناگوار اثر ڈالنا شروع کر دیا۔ جن سے اسلام کے وہ پاک اصول جنہوں نے مسلمانوں کو ایک اعلیٰ ترقی پر پہنچا دیا تھا۔ مٹنے شروع ہو گئے اور رفتہ رفتہ وہ سب کے سب نظر انداز کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمانوں کی متفقہ قوت اور مجموعی طاقت کے ستون گرنے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے عظیم الشان قصر کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ حالت دیکھکر دشمنوں کو بھی جو اسی گھات میں لگے رہتے ہیں کہ کب ان کے درمیان پھوٹ پڑے اور ہم اپنا الو سیدھا کریں۔ اپنی آرزو پوری کرنے کا موقعہ مل گیا اور انھوں نے ان کی رہی سہی حالت کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ خاصکر موجودہ مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھکر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور کونسا سخت سے سخت دل انسان ہوگا۔ جو ان کی اس حالت زار کو دیکھکر اشک حسرت نہ بہائیگا۔

اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ کہ آجکل کے مسلمانوں میں بدعت کی گرم بازاری ہے اور اس کا بھوت ان پر کچھ ایسا سوار ہو گیا ہے۔ کہ بت پرستوں میں اور ان میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا۔ جس توحید کی اسلام نے بنیاد قائم کی تھی۔ اس کی بجائے انہوں نے بدعات کی بنیادیں قائم کر لی ہیں۔ اور سب سے زیادہ رونا اس وقت آتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ایک مذہبی پیشواؤں کے گروہ نے جہلاء کے دلوں میں بدعات کی جڑیں اور بھی مضبوط کر دی ہیں۔ اور اپنے کیسے پر کرنے کے لئے ایسے ایسے حیلے تراشتے ہیں جو شیطان کے باپ کو بھی نہیں سوجھتے وہ کون ہیں۔ آجکل کے گدی نشین۔ مسلمانوں کی بدقسمتی سے اس نامراد گروہ کا کچھ ایسا برا اثر پڑا ہے۔ کہ سر توڑ کوششوں سے بھی ان کی حالت سدھرنی مشکل نظر آتی ہے۔ جہلاء کے مختلف طبقوں کے لوگ ان کے زیر حکومت ہوتے ہیں۔ اور اپنی دینی اور دنیاوی حاجات کی کلیدیں ان کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں۔ ان کو اعتقاد ہوتا ہے کہ ہمارا بقا و فنا۔ آرام و تکلیف غرض تمام امور اس احکم الحاکمین نے ان کے ہاتھ میں دیئے ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو آن کی آن میں زمین و آسمان کو الٹ پلٹ کر دکھائیں۔ اور ایک نگاہ سے کرہ ارض کو ہباءً منثوراً کر دیں۔

یہ گروہ ایک مقدس گروہ سمجھا جاتا ہے اور واقعی کسی زمانہ میں اس گروہ نے اسلام کا مغز نکال کر رکھدیا تھا۔ اور اس کی ایسی شاہراہوں کا کھوج لگایا تھا۔ جن سے باطنی جذبات میں ایک حیرت انگیز حرکت آجاتی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ موجودہ گروہ نے اپنی پولیٹیکل چالبازیوں سے اس پاک اور مقدس گروہ کو بھی بدنام کر دیا ہے۔ یہ لوگ روحانی اسرار اور باطنی جذبات سے واقف ہونا تو درکنار شریعت کے سیدھے سادے احکام سے بھی نابلد اور ناواقف ہوتے ہیں۔

صبح سے شام تک امت مرحومہ کے بعض بھولے بھالے افراد سے ٹکے بٹورنے اور ان کے دلوں میں اپنا اعتقاد جمانے کے ذرائع سوچتے رہتے ہیں۔ ان بیچاروں کو طرح طرح کی امیدیں دلاتے ہیں۔ اور روز قیامت کے تمام مصائب و تکالیف کے ذمہ وار ہو جاتے ہیں۔ جب کسی کو مالدار دیکھتے ہیں۔ تو ان کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور اس کو دام تزویر میں پھنسانے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ یہ لوگ صوم و صلوٰۃ سے نا آشنا فسق و فجور کی تمام شاہراہوں سے واقف اور مکر و فریب کے فن میں یکتا ہوتے ہیں۔ ان کو لازم تھا۔ خواہ کچھ ہی کرتے مگر مرکز اسلام سے باہر قدم نہ رکھتے حدود شرعی سے بالکل دور نہ جا پڑتے اور انسانیت اور عبودیت کے دائرے سے باہر نہ نکل جاتے۔ مگر افسوس یہ برائے نام مسلمان اس وحدہ لاشریک پر بھی حملہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا معمہ ہے۔ خدا پر حملہ کرنے کے کیا معنے؟ مگر امید ہے کہ آپ کا بھی یہی اعتقاد ہوگا۔ کہ خدا کے سوا کسی اور کے آگے سجدہ کرنا کفر ہے۔ مگر خانقاہوں وغیرہ پر جاکر دیکھو۔ کہ قبروں پیروں اور اس گروہ کے آگے صبح سے شام تک لاکھوں سجدوں تک نوبت بلا مبالغہ پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ بات سچ ہو۔ تو آپ ہی انصاف سے بتائیں۔ کہ فرعون اور ان کے درمیان کیا فرق رہ جاتا ہے۔ میں تو یہی کہوں گا۔ وہ ان سے اچھا تھا۔ کیونکہ وہ علانیہ اپنے آپ کو خدا کہتا تھا۔ اور ان کی اس پالیسی سے کچھ منافقانہ جھلک نظر آتی ہے۔ یہ لوگ بظاہر مسلمان کہلا کر اسلام کی پاک گود میں بیٹھکر اسلام کی سفید داڑھی کو نوچتے ہیں۔ اور اس پر ان کو مطلق شرم نہیں آتی۔

ان کی محفلوں میں سرود اور رقص کی خوب آؤ بھگت کی جاتی ہے۔ جسقدر اسلام نے اس زہریلے مادہ کو دور کیا تھا۔ اسی قدر انہوں نے اس کے رواج دینے میں خوب مستعدی اور جانفشانی دکھائی ہے۔ ان محفلوں میں ان کو ایسے ایسے وجد آتے ہیں جن پر بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی ہنسی اڑائے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

کیا اب وہ وقت نہیں۔ کہ علمائے کرام نہایت سرگرمی سے شریعت کا زبردست کوڑہ ہاتھ میں لیکر امت مرحومہ کے جاہل افراد کو اس ناپاک گروہ کے مکروں سے بچائیں۔ اور اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو پار لگائیں۔ اگر کچھ اور عرصہ علماء کی طرف سے خاموشی رہی۔ تو یقیناً یہ یاجوج ماجوج کا لشکر اسلامی برکات کو ایک ایک کرکے مٹا دیگا۔ اور اس کی رہی سہی حالت کو اور بھی خطرناک کر دیگا۔ غرض جہاں اور طرح طرح کے ناگوار حملوں سے اسلام کا دم ناک میں آگیا ہے۔ اور اس کے اپنے گھر کے آدمی بھی اس کی جڑوں کو دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھا رہے ہیں حضرات علماء کو اور کام چھوڑ کر بدعات اور رسومات قبیحہ کے بدنما داغ کو اس کے دامن سے دور کرنا چاہئے۔ ورنہ قیامت کے روز اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ضرور ان سے بازپرس ہوگی۔ اور اس وقت کچھ جواب نہ بن پڑے گا۔ (ترجمہ اللواء از روزانہ پیسہ)